فاقصص القصص لعلهم يتفكرون ۰ القرآن
پس یہ قصے بیان کرو تاکہ وہ بہترین مفکر بنیں
طوفان نوح
ناشر
سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر۔ ۱۹۰۰۱

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ٥ القرآن

پس سچے قصے بیان کرو تاکہ وہ بہترین مفکر بنیں۔

طوفان نوح

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں و کشمیر

جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر-۱۹۰۰۱ (کشمیر) مفت برائے تعلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنا دیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کر دیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفّاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جا رہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، سے انحراف کر رہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہو رہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہو کر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعثِ ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کرکے الحاد وزندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سکریٹری

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سچّے قصّے

جس طرح ہمیں کل سورج نکلنے کا یقین ہے اسی طرح ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر کسی ملک کے باشندوں کے ذہن، ان کے اخلاق، اور ان کے کردار خالص خدا پرستی، آخرت کی جواب دہی اور خدائی ہدایات سے بے نیاز ہو کر تعمیر کیے گئے تو وہ ملک کبھی بھی ترقی کی دوڑ میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ دوسرے فسادی ممالک کی طرح وہ بھی دنیا کے امن کو برباد کرنے والا ہی ثابت ہوگا۔ آج کے بچّے کل کے باپ ہیں ان کو ہم جیسا بتائیں گے ویسا ہی سماج کل ہمارے سامنے ہوگا۔ بد اخلاقی، بد کرداری بے راہ روی، خود غرضی اور مکمل حیوانیت کی جو تصویر آج ہم تقریباً دنیا کے ہر ملک میں دیکھ رہے ہیں یہ نتیجہ ہے اسی بگڑی ہوئی تعلیم کا جو خدا پرستی سے بے نیاز ہو کر بچّوں کو دی گئی ہے۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ بچّوں کے سامنے خالص خدا پرستی کے اصولوں پر اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایات کی روشنی میں مفید، دل چسپ اور سچّے قصّے فراہم کیے جائیں تاکہ وہ صحیح معنوں میں انسان بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ناشر

فہرست

Scanned with OKEN Scanner

قوم نوح کی بت پرستی

نوح علیہ السلام کی قوم ایک مدت دراز تک بت پرستی کرتی رہی۔ انھوں نے انہی مورتیوں کو اپنا معبود بنا رکھا تھا، انہی سے بھلائی کی امیدیں کرتے تھے، انہی کے ذریعہ شر کو دفع کرتے۔ زندگی کی ہر چیز کو انہی کی طرف لوٹاتے اور انھیں مختلف ناموں سے پکارتے۔ وہ اپنی جہالت اور خواہش کے تقاضے سے کبھی انھیں وَدّ، سُواع اور یغوث کے نام سے اور کبھی یعوق اور نسر کے نام سے یاد کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی رہبری کے لئے حضرت نوحؑ کو بھیجا۔

صفات نوح علیہ السّلام

حضرت نوح ایک فصیح اللسان شخص تھے۔ تقریر بہت عام فہم اور سلجھی ہوئی کرتے تھے۔ ان کی عقل و دانش بہت سنجیدہ اور رائے بہت استوار تھی۔ طبیعت میں حلم بہت تھا، اللہ تعالیٰ نے انھیں لوگوں کی مخالفت اور نزاع و جدال

کے موقع پر صبر کی صفت عطا کی تھی۔ وہ لوگوں کے دلائل اور حجتوں کا رخ پھیر دینے پر قادر تھے اور معترضین کو چپ کر دینے کی راہوں اور طریقوں سے خوب واقف تھے۔

قومِ نوحؑ

نوح علیہ السلام نے قوم کو اللہ کی طرف بلایا تو ان لوگوں نے منہ پھیر لیا انھیں عذابِ الٰہی سے ڈرایا تو یہ اندھے اور بہرے بن گئے۔ ثواب کی رغبت دلائی تو انھوں نے کانوں پر انگلیاں دھر لیں اور تکبّر سے پیش آئے لیکن نوح علیہ السلام نے ہمت نہ ہاری۔ ان سے مقابلہ اور کشمکش جاری رکھی۔ پھر یہ ان کے مقابلے میں صبر و برداشت میں غالب آئے۔ اس کے بعد ان لوگوں کے ساتھ حلم کو طول دیتے اور اپنی شیریں تقریر ان کے گلے اتارتے رہے۔ ہنوز قوم کے ایمان کی طرف سے ان کی امید کمزور نہیں ہوئی تھی اور یاس نے دل میں راہ نہیں پائی تھی۔

انھوں نے قوم کو دعوت دینے میں کشش اور تنوع سے کام لیا اور پیغامِ الٰہی پہنچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ جدوجہد کرنے لگے، انھیں رات دن کھلے بندوں حق کی طرف بلاتے اور تنہائی میں بھی دعوت دیتے۔ انھیں وجود کے راز، اور کائنات کی آفرینش پر متوجہ کرتے اور سمجھاتے، رات تاریک ہے، آسمان میں برج ہیں، چاند آسمان پر تیرتا ہے، سورج روشنی پھیلاتا ہے، زمین کے نیچے میں نہریں بہتی ہیں ان سے نباتات اور پھل اگتے ہیں، یہ تمام چیزیں بڑی

فصیح زبان اور مدلّل بیان کے ساتھ ایک خدائے واحد اور اس کی عجیب و بے مثال قدرت کی شہادت دے رہی ہیں ؎

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید   وحدہٗ لا شریک لہ گوید

کافروں کا استہزا

نوح علیہ السلام میں اور ان کی قوم میں اسی طرح مقابلہ اور کشاکش جاری رہی۔ انھیں قائل معقول کرنے کے لئے حجتیں قائم کرتے اور دلائل کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے۔ آخر ان کی ان کوششوں سے تھوڑے لوگ ان پر ایمان لائے، ان کی دعوت کو تسلیم کیا اور رسالت کی تصدیق کی لیکن جن لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا چکا تھا، وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ ان کی شقاوت اور شدت پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی۔ یہ وہ لوگ تھے جن کا شمار قوم کے سربرآوردہ اور ممتاز اشخاص میں تھا اور بڑی عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، یہ کیا راہ پر آتے، الٹے نوح علیہ السلام کو ایذا دیتے۔ ان کا مذاق اڑاتے اور ان کی رائے کے ساتھ تمسخر کرتے۔

ان لوگوں نے نوح علیہ السلام سے کہا کہ تم بھی تو ہمارے ہی جیسے ایک آدمی ہو اور ہماری ہی قوم سے ہو اگر اللہ تعالیٰ کو رسول بھیجنا ہوتا تو یقیناً کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا۔ ہم اس کی بات پر کان دھرتے اور اس کی دعوت کو قبول کرتے، پھر یہ لوگ جو بے سوچے سمجھے اور عقل و فہم سے کام لئے بغیر تمہارے مطیع ہو گئے ہیں یہ بھی جاہل اور کمینے ہی تو ہیں۔ تم جو کچھ کہتے ہو، اگر کوئی اچھی بات

ہوتی، تو ایسے لوگ ہمارے مقابلہ میں اس کی طرف نہ بڑھتے بلکہ پہل ہماری ہی طرف سے ہوتی، تمہارا قول حق ہوتا، تو ہم لوگ جو اتنے دانش مند، تیز فہم، بلند خیال اور دور اندیش ہیں ضرور تم پر ایمان لاتے اور تم سے ہدایت پانے میں سبقت کرتے۔

قوم نوح کے اعتراضات

اس کے بعد قوم، نوح علیہ السلام سے الجھنے اور ان پر طرح طرح سے حملے کرنے لگی۔ ان لوگوں نے آپ کو مخاطب کر کے کہا اے نوحؑ! ہمیں تو تم میں اور تمہارے ساتھیوں میں کوئی فضیلت اور ترجیح کی بات نظر نہیں آتی تم لوگ نہ عقل و ذہانت میں ہم سے بڑھے ہوئے ہو، نہ دور نگاہی اور انتظام و تدبر میں، اسی طرح معاد اور آخرت اور مرجع و مآب کے پہچاننے میں بھی تم ہم سے کچھ زیادہ نہیں ہو، ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

نوح علیہ السلام نے ان لوگوں کے جاہلانہ طعنوں کے باوجود اپنے حلم کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا اور اپنی عقل و رائے کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ آپ نے انھیں جواب دیا تم یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر قائم ہوں، میرے دعوے کی سچائی پر شہادت دینے والی حجت موجود ہو اور اس نے مجھے اپنی طرف سے رحمت و فضل عطا فرمایا ہو، تب بھی تمہارا ارادہ بہکا

ہو اور تمہارا معاملہ مشتبہ رہے گا، تم اپنے ہاتھوں سے سورج پر خاک ڈالنے یا ستاروں کو مٹانے کی کوشش کرو گے کیا ایسی صورت میں مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ تمہیں الزام دے سکوں یہ بات میرے قابو میں ہے کہ تمہیں ایمان لانے پر آمادہ کروں؟

کفار کا غرور

ان لوگوں نے کہا اے نوحؑ! اگر تم ہماری ہدایت و رہبری کا ارادہ کر چکے ہو اور ہم سے امداد و اعزاز کے طالب ہو تو پہلے ان لوگوں کی طرف توجہ کرو جو تم پہ ایمان لائے ہیں اور انھیں اپنے حلقے اور اپنی حمایت سے خارج کرو کیوں کہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے ساتھ ساتھ اور دوش بدوش چلیں اور خیالات اور عقائد میں ان کے ہم نشیں بنیں۔ بھلا ہم ایسے دین کو کیوں کر قبول کر سکتے ہیں جس میں شریف و رذیل اور سردار اور بازاری عوام سب ایک ہوں۔

نوح علیہ السلام کا جواب

آپ نے فرمایا یہ دعوت تو تم سب کے لیے ہے، اس میں تم میں کے ہوشیار اور کم سمجھ، مشہور اور گمنام، امیر و غریب، رئیس و رعایا سب برابر ہیں۔ فرض کرو میں نے تمہاری بات مان لی اور انھیں اپنے یہاں سے دور کر کے تمہاری خواہش پوری کر دی۔ تو پھر میں اس دعوت کے پھیلانے اور

خداوندی پیغام کی تائید حاصل کرنے میں کس پر بھروسہ کروں گا۔ یہ بھی تو سوچو کہ جن لوگوں نے میری مدد کی ہے میں انھیں کس طرح دھتکار دوں۔ تمہاری طرف سے تو ذلت و محرومی کا سامنا کر چکا ہوں، مگر ان کے دلوں میں میری بات کر چکی ہے۔ تم سے تو سرکشی اور انکار کے سوا کچھ نہ ملا، مگر یہ لوگ دین پر برابر جمے ہوئے ہیں اور اللہ کو پکارتے رہتے ہیں، پھر ان سے ایسا سلوک کس طرح کروں؟ تمہیں بتاؤ کہ اس صورت میں جب وہ اللہ کے سامنے مجھ سے حجّت کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گے کہ میں نے ان کی بھلائی کا جواب کفرانِ نعمت سے دیا۔ احسان کے بدلے سرکشی و ناشکرگزاری کی، تو اللہ کے سامنے میرا کیا حال ہوگا؟

قوم کی بیزاری اور عذاب کا مطالبہ

جب نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان اس بحث و نزاع میں شدت ہوئی اور علانیہ مخالفت و عناد کی ٹھن گئی تو وہ لوگ نوح علیہ السلام سے بیزار ہو گئے۔ ان کی طبیعت میں ان کی طرف سے تنگی اور نفرت پیدا ہو گئی اور انھوں نے کہا:

يٰنُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (ھود: ۳۲)

اے نوح! تم ہم سے بحث کر چکے، اور بہت بحث کر چکے، اب تم اگر سچّے ہو تو جس بات سے ہمیں ڈراتے ہو، وہ ہمارے سامنے لے آؤ۔

نوح علیہ السلام کا جواب

حضرت نوح کو ان کی اس بات پر ہنسی آگئی اور کہا کہ تم لوگوں کی جہالت بہت بڑھتی جا رہی ہے، کتنے احمق بنتے جا رہے ہو تم! میں کون ہوں جو تم پر عذاب لاؤں، یا اسے تمہارے سر سے دفع کروں! میں بھی کیا ہوں تمہارے ہی جیسا آدمی ہوں۔ صرف میری طرف یہ وحی بھیج دی گئی ہے کہ تمہارا معبود وہی یکہ و تنہا معبود ہے۔ (میری اور تمہاری بشریت میں اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں) مجھے اللہ کی طرف سے جس بات کا حکم ہوا ہے تمہیں پہنچا دیتا ہوں۔ کبھی تمہیں ثواب کی بشارت سناتا ہوں اور کبھی عذاب سے ڈراتا ہوں، اللہ جس وقت جیسا حکم دیتا ہے ویسی اس کی تعمیل کر دیتا ہوں۔ یہ خوب سمجھ لو کہ ہر چیز اللہ ہی کی طرف لوٹتی ہے، اور اسی کی مرضی کی محتاج ہے، وہ چاہے گا تو تمہیں راہ دکھلائے گا، وہ تم سے جلد نپٹ لینا پسند کرے گا تو اذیت دے گا اور تمہیں زیادہ عذاب دینے اور زیادہ دکھ میں ڈالنے کے لئے ڈھیل دینا چاہے گا تو ڈھیل دیتا رہے گا۔

سُنّت الٰہی

اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ وہ رسالت کا فرض کماحقہ انجام دینے کے لئے نبیوں کو صبر عطا فرماتا ہے تاکہ وہ دشمنوں کی ایذا رسانی کو برداشت کریں اور حریفوں کے مقابلے میں مضبوطی سے ڈٹے رہیں۔ اسی طرح جو لوگ ان کے دشمن ہوتے ہیں ان کے خوابوں کی بساط کو وسیع اور آرزوؤں کی رسی کو دراز

کر دیتا ہے تاکہ رسولوں کو بھیجنے کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کے یہاں کوئی حجت باقی نہ رہے جو لوگ کفر کے مرتکب ہوں وہ انبیا کی آمد کے بعد کوئی عذر نہ کر سکیں (کہ ہمیں تو کسی نے ہدایت ہی نہیں کی)

نوح کی قوم سے مایوسی

حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم اور حوصلہ مند رسولوں میں سے تھے۔ اپنی قوم میں ساڑھے نو سو برس تک ان کی ایذا رسانی پر صبر کرتے اور ان کے تمسخر و استہزا کا مقابلہ کرتے رہے۔ ان سے یہ امیدیں لگائے رہے کہ کبھی تو ان سے جو توقع کر رکھی ہے پوری ہوگی اور ان گمراہوں میں ایمان کی روشنی نظر آئے گی مگر جیسے جیسے دن گزرتے گئے، ان لوگوں کی سرکشی بڑھتی ہی گئی۔ حضرت نوح کی جدوجہد اور دعوت و تبلیغ کے جواب میں ان کی طرف سے نفرت کا اظہار ہوتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امیدیں جواب دینے لگیں اور تمناؤں کا رنگ پھیکا پڑتا گیا۔ گھبرا کر بارگاہِ الٰہی میں شکوہ گزاری اور التجا و اعانت طلبی پر متوجہ ہوئے کہ اب ان لوگوں کے ایمان لانے کی امید منقطع ہونے کو ہے اور جو جو تدبیریں کرنی تھیں بیکار ثابت ہو رہی ہیں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی۔

أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝ (ہود: ۳۶)

سوائے ان لوگوں کے جو اس وقت تک ایمان لا چکے ہیں اور کوئی شخص تمہاری قوم میں سے ہرگز ایمان نہ لائے گا! اس لیے وہ جو کچھ کر رہے ہیں اس پر تم کوئی غم نہ کرو

حضرت نوح کی بد دعا

جب حضرت نوحؑ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی بات سامنے آ گئی وہ اپنی وحی پوری کر چکا کہ اب کوئی اور ایمان نہ لائے گا، ان لوگوں کے دلوں پہ مہر اور سماعت پر قفل لگ چکے ہیں، اور یہ لوگ کسی دلیل یا برہان کے آگے نہ جھکیں گے۔ نہ ایمان لائیں گے۔ تو پھر حضرت نوح علیہ السلام سے زیادہ صبر نہ ہو سکا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ○ (نوح: ۲۶، ۲۷)

اے پروردگار! کافروں میں سے ایک باشندہ بھی زمین پر نہ چھوڑ! اگر تو انھیں رہنے دے گا، تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے ہاں محض فاجر اور کافر اولاد ہی پیدا ہوگی۔

کشتی تیار کرنے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کی طرف وحی بھیجی:

وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا إِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ○

اور تم (اس طوفان سے بچنے کے لیے) ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارے میں کچھ گفتگو نہ کرنا کیونکہ وہ سب غرق کیے جائیں گے۔

اس کام کے لیے نوح علیہ السلام نے شہر سے دور ایک مقام اختیار کیا۔ تختے اور کیلیں مہیا کیں اور کشتی تیار کرنے لگے لیکن قوم کے استہزا اور تمسخر سے اب بھی نجات نہ ملی۔

کفّار کا تمسخر

ان میں سے بعض نے کہا: اے نوحؑ! آج سے پہلے تو تم اپنے آپ کو نبی اور رسول سمجھتے تھے، یہ آج بڑھئی کیسے بن گئے، کیا نبوت سے جی بھر گیا ہے یا تجارت کی طرف رغبت پیدا ہوئی ہے؟

دوسروں نے کہا: یہ تم سمندروں اور دریاؤں سے دور رہ کر اپنی کشتی کیوں بنا رہے ہو؟ تم نے اسے کھینچنے کے لئے بیلوں کو سدھایا ہے، یا ہوا سے اُسے لے جانے کی فرمائش کی ہے؟

حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے تمسخر کی پروانہ کی۔ ان کی اس بیہودہ گوئی سے شریفوں کی طرح درگزر سے کام لیا اور کہا:

إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ (ہود: ۳۸، ۳۹)

اگر تم ہم پر ہنستے ہو، تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسے تم ہم پر ہنستے ہو، تم کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون ہے جس پر دنیا میں ایسا عذاب آیا چاہتا ہے، جو اسے رسوا کر دے گا، اور (بعد مرگ) اس پر دائمی عذاب نازل ہوگا۔

پھر اپنی کشتی کی طرف گئے۔ اس کے تختے قائم کیے، اجزا کو ملایا اور اس پر کام کیا، یہاں تک کہ بڑے بڑے تختوں اور میخوں والی ایک مضبوط کشتی تیار ہو گئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ جب ہمارا حکم آجائے اور ہماری نشانیاں ظاہر ہو جائیں تو اپنی کشتی پر چلے جانا جو لوگ تمہاری قوم اور گھر والوں میں سے ایمان لائے ہوں انھیں ساتھ لے لینا، اور ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد لے لینا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔

عذابِ الٰہی کا نزول

اب پانی سے آسمان کے دروازے کھل گئے۔ زمین کے چشمے پھوٹ پڑے۔ نوح علیہ السلام تیزی سے کشتی کی طرف بڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں، حیوانوں اور نباتات میں سے جس جس کو لے جانے کا حکم دیا تھا، اسے کشتی میں سوار کیا، کشتی اللہ کے حکم سے چلنی شروع ہوئی کبھی نرم و موافق ہوا میں چلتی، کبھی تیز و تند اور مخالف جھونکوں کا سامنا کرتی، پانی کا طوفان اونچے اونچے ٹیلوں تک جا پہنچا پھر بڑے بڑے میدانوں اور بلندیوں سے بھی متجاوز ہو گیا اور خوفناک موجیں اپنی آغوش میں کافروں کی قبروں کا منہ کھولے ہوئے تھیں۔ طوفانی جھاگ ان کے لیے کفن سی رہا تھا وہ موت

پر قابو پانے کی کوشش میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے اور موت ان پر غلبہ پا رہی تھی، وہ لہروں سے دست بہ گریبان تھے اور لہریں انھیں پچھاڑ رہے دے رہی تھیں۔ پانی انھیں اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھا۔

بیٹے کی تباہی کا منظر

کشتی پر بیٹھے بیٹھے حضرت نوح علیہ السلام نے نظر دوڑائی تو اپنے بیٹے کنعان کو دیکھا، اس پر بدبختی اور اللہ کی لعنت غلبہ کر چکی تھی یہ اپنے باپ سے کنارہ کش اور اللہ کے دین سے روگرداں تھا حضرت نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ بھنور میں گھر رہا ہے، موجوں سے مدافعت کر رہا ہے، اور اس خواہش میں ہے کہ کسی پہاڑ کا سہارا لے جو اسے طوفان سے بچالے، یا کسی ٹیلے کی آڑ لے، جو اس کی جان چھڑائے، لیکن موت اس کے قریب آتی جارہی تھی اور اس کے ڈوب جانے کا وقت قریب نظر آ رہا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کا دل بھر آیا۔ رحم کے جذبات ابھرے اور محبت وشفقتِ پدری نے زور لگایا آپ نے بیٹے کو پکارا کہ شاید یہ پکار اس کے دل میں گھر کرلے، اور وہ ایمان لے آئے یا اس کے شعور پر اثر کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ لہٰذا بیٹے سے کہا: بیٹے کہاں جارہے ہو؟ تم اللہ کے حکم اور تقدیر سے اسی کے حکم اور تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہو، ایمان لاکر کشتی میں آجاؤ۔ گھر والوں میں آملو اور اپنے آپ کو اس طوفان سے بچالو۔

يٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ٥ (ہود: ۴۲)

اے بیٹے! ہمارے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاؤ اور کافروں میں شامل نہ ہو۔

بیٹے کا جواب

مگر شفیق باپ کی یہ باتیں گمراہ بیٹے کے دل میں نہ اتریں، اس نے گمان کیا کہ وہ اس بلا سے بچنے اور پنجۂ تقدیر سے نکل بھاگنے پر قدرت رکھتا ہے اور کہا:

آپ میری فکر نہ کریں، میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لیے لیتا ہوں، جو مجھے پانی سے بچالے گا۔

باپ کا غم اور اللہ تعالیٰ سے التجا

غم باپ کا دل توڑے دے رہا تھا اور رنج طبیعت پر چھایا ہوا تھا، انھوں نے کہا۔ بیٹا!

لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ج (ہود: ۴۳)

آج تمہیں اللہ کے حکم سے بچانے والا کوئی نہیں بجز اس کے کہ اللہ اس پر رحم کرے۔

موج نے ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا، طوفان نے رکاوٹ پیدا کر دی اور اب بیٹا نظر سے اوجھل ہو گیا جو ان کے دل و جگر

کا ٹکڑا تھا، ان کا دل صدمہ سے پاش پاش ہونے لگا مجبوراً اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، جو تمام فریادیوں کا فریاد رس اور شکستہ دلوں کا ملجا و ماویٰ ہے اور عرض کی:

رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ ج (ھود: ۴۵) اے پروردگار! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے۔

تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ تو مجھے اور میرے گھر والوں میں سے جو ایمان لائے گا اسے نجات دے گا۔ تیرا وعدہ یقیناً سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔

حضرت نوح کو انتباہ

اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے نوح! یہ نہ تمہارے گھر والوں میں سے ہے نہ خاص تمہارے قبیلے والوں میں سے ہے۔ کیونکہ اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں۔ کلمۂ کفر (کی سزا) اس پر واجب ہو چکی ہے۔ اپنے گھر والوں میں ایسے شخص کے سوا کسی کو شمار نہ کرو جو تم پر ایمان لایا ہو جس نے تمہاری رسالت کی تصدیق کی ہو اور تمہاری دعوت کو قبول کیا ہو اگر کسی میں یہ باتیں موجود ہوں تو بے شک اسے اپنے خاندان والوں میں شمار کرو اور ایسا ہی شخص وہ ہے جس کو نجات دینے اور جان بچانے کا میں نے تم سے وعدہ کیا ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ اور بے شک ایمان داروں کی مدد

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (ہود: ۴۷) کرنا ہمارے ذمّے ہے۔

جو شخص تمہارے رسول ہونے سے انکار کرے تمہارے پروردگار کی باتوں کو جھٹلائے وہ تمہارے گھر والوں سے خارج اور تمہاری سفارش سے محروم و مردود ہے۔ خواہ تمہارے اور اس کے درمیان مادّی قرابت یا جمع کرنے والا نسبی تعلق موجود ہو، وہ آج ضرور موت کا مزہ چکھے گا اور اس قطعی انجام کو پہنچ کر رہے گا۔ خواہ پہاڑ کا سہارا لے یا کسی مضبوط پائے کی پناہ حاصل کرے۔ خبردار! اس کے بعد سے مجھ سے کسی ایسی بات کی درخواست نہ کرنا جس کا تمہیں علم نہ ہو اور نہ کسی ایسی بات میں مجھ سے الجھنا جس کو تم نہ سمجھتے ہو۔

اِنِّیْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ ۝ (ہود: ۴۶) میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں اور نادانوں میں شامل نہ ہو جانا۔

حضرت نوح کا تنبّہ

اب حضرت نوح علیہ السلام کو ہوش آیا اور وہ سمجھے کہ بیٹے کی محبت نے حق بات کو دل سے بھلا دیا تھا، اور شفقتِ پدری کی بدولت حقیقت نظر سے اوجھل ہو گئی تھی۔ انھیں تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اور ان کی قوم کو وعدۂ نجات کے ساتھ جو خصوصیت عطا کی ہے اور کافروں پر غرقابی اور ہلاکت کا جو عذاب نازل کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ اس لیے انھوں نے اپنی خطا پر اللہ سے مغفرت چاہی، اور اس کے

عذاب سے پناہ مانگی اور کہا :

رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ (ھود : ۴۷)

اے پروردگار! میں تیرے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے جس بات کا علم نہ ہو اس کی نسبت تجھ سے درخواست کروں، اے پروردگار! اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور مجھ پر رحم نہ فرمائے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔

پسرِ نوح کا انجام

عین اسی وقت ایک موج آئی اور باپ بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی یہ پسرِ نوحؑ کے لیے موت بن کر آئی تھی، وہ اس طوفان میں غرق ہو گیا اور اپنے کیے کی سزا کو پہنچا۔

جب عذاب الہٰی انتہا کو پہنچ گیا اور گنہ گار و ظالم قوم کا دفتر تہ ہو چکا تو آسمان حکم الٰہی سے تھما، زمین پانی کو نگل گئی اور نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جودی پر لنگر انداز ہوئی اور غیب سے یہ آواز آئی کہ :

گنہ گاروں کے لیے خدا کی رحمت سے دوری ہے

ساتھ ہی حضرت نوح علیہ السلام سے کہا گیا :

تم اور جو لوگ تمہاری قوم میں سے تمہارے ساتھ ایمان لائے ان کے ساتھ صحیح و سلامت زمین پر اترو۔ خیر و برکت تمہارے ساتھ رہے گی اور عنایت ایزدی تمہاری حفاظت کرے گی۔

آئینہ

جمعیۃ اہلِ حدیث جموّں وکشمیر

جمعیۃ کی تاسیس	۱۹۲۴ء
جمعیۃ کا پہلا نام	انجمن اہلِ حدیث
جمعیۃ کا دوسرا نام	جمعیۃ اہلِ حدیث جموّں وکشمیر

جمعیۃ کے مراکز

ضلع مراکز	۱۴	اساتذہ کلیات	۱۸
تحصیل مراکز	۴۹	مکاتب ومساجد	۶۰
اکائیاں	۳۵۰	اساتذہ مکاتب ومساجد	۶۰
مساجد	۲۰۰	طلباء مکاتب ومساجد	۱۲۰
ائمہ وخطباء	۲۰۰	مکتبہ جات	۲
گشتی مبلغین	۱۰	عملہ مکتبہ جات	۳
مدارس عصریہ	۱۱	لائبریریاں	۱۰۰
طلباء مدارسِ عصریہ	۲۳۵۰	اخبار ورسائل (اخبار مسلم)	۱
اساتذہ مدارسِ عصریہ	۹۳	تعداد مطبوعات کتب	۲۵
کلیات عربی	۱	مرکزی لائبریری	۱
طلباء کلیات	۱۰۰		

آئندہ کے منصوبے

۱۔ طبّیہ کالج کا قیام

۲۔ ایک اسلامی یونیورسٹی کا قیام

۳۔ ایک پرنٹنگ پریس

۴۔ یتیم خانہ

۵۔ مسافرخانہ وسرائے

۶۔ ایک علمی ادبی میگزین کا اجراء

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

—— جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر

★★★

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا:

”ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔“

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)